روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editoralfazl@gmail.com

منگل 5۔اپریل 2016ء 26 جمادی الثانی 1437 ہجری 5 شہادت 1395 ھش جلد 66-101 نمبر 77

اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

تو کہہ دے کہ اے انسانو! یقیناً تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں جس کے قبضے میں آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے۔ پس ایمان لے آؤ اللہ پر اور اس کے رسول نبی امی پر جو اللہ پر اور اس کے کلمات پر ایمان رکھتا ہے اور اسی کی پیروی کرو تا کہ تم ہدایت پا جاؤ۔

حضرت مصلح موعود کی روایات کا تسلسل۔ حضرت مسیح موعود اپنی تحریروں، تقریروں اور مجالس میں بھی بعض باتیں مثالوں سے بیان فرمایا کرتے تھے

اپنے تمام کاموں میں شریعت کی پیروی کریں اور جو ہماری تعلیم اور روایات کے خلاف چیز ہو اس سے بچنے کی کوشش کریں

دنیا کی محبتیں عارضی محبتیں ہوتی ہیں۔ دنیا کی محبت بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے ہونی چاہئے پھر یہ بھی نیکی بن جائے گی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ یکم اپریل 2016ء بمقام بیت الفتوح لندن کا خلاصہ

خطبہ جمعہ کا یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ یکم اپریل 2016ء کو بیت الفتوح لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر براہ راست نشر کیا گیا۔ حضور انور نے حضرت مسیح موعود کے حوالے سے حضرت مصلح موعود کی روایات اور واقعات کا سلسلہ جاری رکھا۔ ایک خطبے میں حضرت مصلح موعود نے ہڑتالوں کے بارے میں بتایا کہ سٹرائیکس کی بنیادی وجہ حقوق کی ادائیگی نہ کرنا ہے۔ حکومت رعایا کے اور رعایا حکومت کے، اسی طرح مالک مزدور کے اور مزدور مالک کے حقوق ادا نہیں کرتے، پھر اس سے بے چینی پیدا ہوتی ہے۔ اس بارے میں دین حق کی تعلیم یہ ہے کہ تم ایک دوسرے کو بھائی بھائی سمجھ کر اپنے اپنے حق ادا کرنے کی کوشش کرو گے تو یہ دنیاوی نظام کبھی خراب نہیں ہوگا۔ اور جہاں اپنا حق لینے کا سوال ہے وہاں سٹرائیکس یا ہڑتالوں کی بجائے قانونی ذرائع استعمال کرنے چاہئیں۔ حضرت مسیح موعود کے زمانے میں جب کبھی سٹرائیک ہوتی اور کوئی احمدی اس میں شریک ہوتا تو حضرت مسیح موعود اسے سخت سزا دیتے اور اس پر اظہار ناراضگی فرماتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تمام کام جو دنیا کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ کرتے ہیں ان سب سے بڑھ کر کئے، گھر کے کام کاج بھی کرتے، بیویوں کی مدد بھی کرتے اور ان کے حقوق بھی ادا کرتے تھے۔ آپؐ کی زندگی کا کوئی لمحہ بھی ایسا نہیں تھا جو فارغ ہو۔ پھر حضرت مسیح موعود کے بارے میں حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ہم جب سوتے تو آپ کو کام کرتے دیکھتے اور جب آنکھ کھلتی تب بھی آپ کو کام کرتے دیکھتے۔ بیماری کی وجہ سے آپ کو بعض دفعہ ٹہلنا پڑتا تھا تو اس حالت میں بھی آپ کام کرتے جاتے تھے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ پس ہم اپنی سستیوں کو اپنی بیماریوں کی طرف منسوب نہ کریں۔ سست افراد اگر فیصلہ کرلیں کہ ہم نے محنت کرنی ہے تو یہ سب سستیاں دور ہوسکتی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ دین حق میں عورت کا مستقبل محفوظ کرنے کے مختلف طریقے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب اس کی شادی ہو تو اس کے لئے حق مہر رکھا گیا ہے، جس کی مرد کو ضرور ادائیگی کرنی چاہئے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ صرف طلاق یا علیحدگی کی صورت میں ہی حق مہر ادا کرنا ہے۔ بعض لوگ اپنی بیویوں کی کمائی پر بھی نظر رکھتے ہیں۔ اسی طرح بعض غریب خاندانوں یا غریب ممالک میں یہ بھی رواج ہے کہ والدین شادی کے وقت حق مہر لڑکی کے خاوند یا سسرال سے وصول کر لیتے ہیں اور لڑکی کو کچھ بھی نہیں ملتا اور وہ بیاہ کے بھی خالی ہاتھ رہتی ہے۔ فرمایا کہ یہ تمام صورتیں سراسر ناجائز ہیں اور دین حق ان کی سخت ممانعت کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود کے ایک رفیق کا حق مہر معاف کرانے کے بارے میں واقعہ پیش فرمایا۔ اور نصیحت کی کہ عورتوں سے حق مہر معاف کرانے سے پہلے ان کے ہاتھ میں مہر دیا جانا ضروری ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ زکوٰۃ بھی فرائض میں داخل ہے اور ہر اس شخص پر فرض ہے جو اس کی شرائط پوری کرتا ہو۔ فرمایا کہ بعض لوگ نقل کرتے ہوئے ایسی حرکتیں کر جاتے ہیں جو جماعتی روایات کے خلاف ہوتی ہیں یا دین کی تعلیم سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ ایسے لوگ عہدیداروں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنے تمام کاموں میں شریعت کی پیروی کیا کریں۔ پس جو ہماری تعلیم اور روایات کے خلاف چیز ہو اس سے ہمیں بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت مسیح موعود کو لکھا کہ دعا کریں کہ فلاں عورت کے ساتھ میرا نکاح ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم دعا کریں گے مگر نکاح کی کوئی شرط نہیں، خواہ اس سے نکاح ہو جائے خواہ اس سے نفرت پیدا ہو جائے۔ چنانچہ آپ نے دعا فرمائی اور چند روز کے بعد اس نے لکھا کہ میرے دل میں اس سے نفرت پیدا ہوگئی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ دونوں صورتوں میں مدد کرتا ہے۔ اصل چیز یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے فیصلہ کو اہمیت دیتے ہوئے دعا کی جائے۔ فرمایا کہ دنیا کی محبتیں عارضی محبتیں ہوتی ہیں۔ دنیا کی محبت بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے بنانی چاہئے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے برکت اسے ملتی ہے جو کوتاہیوں کو اپنی طرف منسوب کرے اور کامیابی پر الحمدللہ کہے۔ فرمایا کہ بعض معمولی سی باتیں بڑے نتائج پیدا کرتی ہیں۔ حضور انور نے ایک ماں کا اپنے بیٹے کو سفر پر جانے سے پہلے اس کی صحت کے حوالے سے ایک نصیحت کرنے والا واقعہ بیان فرمایا۔ حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ دعاؤں کی قبولیت کیلئے دو بنیادی شرائط اللہ کی اطاعت اور ایمان کو یاد رکھنا چاہئے۔ ایمان حضرت ابراہیمؑ والا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر پوری طرح عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حکموں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، ہمارے ایمانوں کو مضبوط کرے اور ہماری دعاؤں کو بھی قبولیت کا درجہ بخشے۔ حضور انور نے آخر پر مکرم سید اسدالاسلام شاہ صاحب آف گلاسگو کی راہ مولیٰ میں قربانی پر ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب پڑھانے کا بھی اعلان فرمایا۔

بیوت الحمد منصوبہ اور خدمت خلق

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے 1982ء میں بیت بشارت سپین کے افتتاح کے موقع پر بطور شکرانہ بیوت الحمد سکیم کا اعلان فرمایا۔ جس میں ابتدائی طور پر 100 گھر تعمیر کرکے خدا کے حضور پیش کرنے تھے۔ اسی بیوت الحمد منصوبہ کے تحت بیوگان اور مستحقین کو حسب ضرورت رہائش کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ اس میں خدا نے برکت دی اور اس وقت تک ہر قسم کی سہولیات سے آراستہ بیوت الحمد کالونی میں 130 کوارٹرز تعمیر ہو چکے ہیں۔ اسی طرح 700 سے زائد خاندانوں کی ان کے اپنے مکانوں کی تعمیر و توسیع کیلئے کروڑوں روپے کی امداد دی جا چکی ہے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ احباب جماعت اس بابرکت تحریک میں زیادہ سے زیادہ مالی قربانی پیش فرمائیں۔ ایک مکمل مکان کی تعمیر کے اخراجات کم و بیش 25 لاکھ روپے ہوتے ہیں۔ ایک مکان کے پورے اخراجات سے لے کر حسب استطاعت آپ جو بھی مالی قربانی پیش فرمائیں مقامی جماعت کے نظام کے تحت یا براہ راست مد بیوت الحمد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(صدر بیوت الحمد منصوبہ)

عطیہ برائے گندم

ہر سال مستحقین میں گندم بطور امداد تقسیم کی جاتی ہے اس کار خیر میں ہر سال بڑی تعداد میں مخلصین جماعت احمدیہ حصہ لیتے ہیں لہٰذا ہمدرد مخلصین جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں سے نوازا ہے کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس کار خیر میں فراخدلی سے حصہ لیں جملہ نقد عطیات امانت نمبر 455003 بمد امداد مستحقین گندم معرفت افسر صاحب خزانہ صدر انجمن احمدیہ ارسال فرمائیں۔

(صدر کمیٹی امداد مستحقین گندم ربوہ)

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ .... مطبع: ضیاء الاسلام پریس .... مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ .... قیمت 6 روپے

خطبہ جمعہ

دنیا میں بہت سی باتیں بہت سے لوگ لغو اور بلاوجہ کرتے ہیں۔ بعض لوگ مذاق میں کسی کو کوئی لغو بات کہہ دیتے ہیں جس سے جھگڑے اور مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ ایسی باتیں مجلسوں میں کی جاتی ہیں جو بے فائدہ ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ ایسی طنزیہ باتیں بھی ہو جاتی ہیں جس سے دوسرے کو تکلیف بھی پہنچتی ہے یا ایسی ہوتی ہیں جو کسی کو بھی فائدہ نہیں پہنچا رہی ہوتیں۔ صرف وقت کا ضیاع ہوتا ہے۔ لغو کے لغوی معنی فضول، بے فائدہ گفتگو، بغیر سوچے سمجھے بولنے، ناکارہ اور بیوقوفوں والی باتیں کرنے کے ہیں۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے مومنوں کو ایسی باتوں سے روکا ہے

ایک مومن کو اپنے رویوں سے، اپنے سلوک سے، دوسروں کے کام آنے سے، دوسروں پر احسان کرنے سے اپنی قدر پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے

بعض لوگ معمولی قربانی کر کے سمجھتے ہیں کہ ہم نے بہت کچھ کر لیا ہے یا بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو بغیر قربانی کے اپنے خیال میں قربانی کرنے والے بن جاتے ہیں یا دوسروں پر احسان کرنے والے بن جاتے ہیں۔ ایک مومن کو حقیقی طور پر احسان کرنے والے کا شکر گزار ہونا چاہئے

ہر ایک مربی کو چاہئے کہ وہ حالات حاضرہ جغرافیہ، تاریخ، حساب، طب، آداب گفتگو، آداب مجلس وغیرہ علوم کی اتنی اتنی واقفیت ضرور رکھتا ہو جتنی مجلس شرفاء میں شامل ہونے کے لئے ضروری ہے اور یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ تھوڑی سی محنت سے یہ بات حاصل ہو سکتی ہے

حضرت مسیح موعود کو مان کر ہم نے صحیح دینی تعلیم کے مطابق زندگی گزارنی ہے تو ہمیں اس زندگی گزارنے کے لئے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی طرف ہی دیکھنا ہے

ترقی کی یہی راہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو خدا کے ہاتھ میں دے دے اور جس طرف وہ لے جانا چاہے اس طرف چلتا جائے

وہ لوگ جو نمازوں کے حق ادا نہیں کرتے انہیں اپنے جائزے لینے چاہئیں۔ وہ لوگ جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو پورا نہیں کرتے انہیں اپنے جائزے لینے چاہئیں۔ وہ لوگ جو یہاں آئے تو احمدیت کی وجہ سے ہیں لیکن یہاں آ کر بھول گئے ہیں کہ احمدیت کی وجہ سے ہی انہیں شہریت کا حق ملا ہے اور اس وجہ سے ان کو زیادہ سے زیادہ جماعت کی خدمت کے لئے آگے آنا چاہئے لیکن وہ اسے بھول جاتے ہیں اور بعض دفعہ اعتراض شروع کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگ نہ اچھے عابد ہیں، نہ وفادار ہیں

حضرت اقدس مسیح موعود کے بیان فرمودہ مختلف سبق آموز واقعات کا حضرت مصلح موعود کی روایات کے حوالہ سے تذکرہ اور افراد جماعت کو اہم نصائح

خطبہ جمعہ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 26 فروری 2016ء بمطابق 26 تبلیغ 1395 ہجری شمسی بمقام بیت الفتوح لندن

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

دنیا میں بہت سی باتیں بہت سے لوگ لغو اور بلاوجہ کرتے ہیں۔ بعض لوگ مذاق میں کسی کو کوئی لغو بات کہہ دیتے ہیں جس سے جھگڑے اور مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ ایسی باتیں مجلسوں میں کی جاتی ہیں جو بے فائدہ ہوتی ہیں۔ بات برائے بات صرف کی جاتی ہے اور بعض دفعہ ایسی طنزیہ باتیں بھی ہو جاتی ہیں جس سے دوسرے کو تکلیف بھی پہنچتی ہے یا ایسی بے فائدہ باتیں ہوتی ہیں جو کسی کو بھی فائدہ نہیں پہنچا رہی ہوتیں۔ صرف وقت کا ضیاع ہوتا ہے۔

لغو کے لغوی معنی فضول اور بے فائدہ گفتگو کے ہیں یا بغیر سوچے سمجھے بولنے کے ہیں۔ ناکارہ اور بیوقوفوں والی باتیں کرنے کے ہیں۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے مومنوں کو ایسی باتوں سے روکا ہے جو لغو ہیں۔

حضرت مصلح موعود ایک جگہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی وضاحت کرتے ہوئے ایک مثال بیان فرماتے ہیں جو حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے۔ فرمایا کہ وَاِذَا مَرُّوْا ...... (الفرقان: 73)۔ مومن کی یہ علامت بتائی گئی ہے کہ جب وہ کوئی لغو دیکھتا ہے تو اس کے پاس سے گزر جاتا ہے۔ لیکن اب کہتے ہیں کہ نہایت افسوسناک بات ہے۔ مثال تو یہ عورتوں کی دی ہے کہ عورت ہمیشہ لغویات کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ گو کہ آج کل مَردوں کا بھی یہ حال ہے۔ مثلاً بلاوجہ دوسری سے پوچھتی رہتی ہیں کہ یہ کپڑا کتنے کا لیا ہے۔ یہ زیور کہاں سے بنوایا ہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں۔ یہ بھی لغویات ہی ہیں۔ یہ باتیں ایسی ہیں جو صرف دنیاداری کی باتیں ہیں جن میں کوئی فائدہ نہیں اور بعض دفعہ ساتھ بیٹھی ہوئی عورتوں پہ اس کے بُرے اثرات بھی ہو رہے ہوتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب تک اس کی ساری ہسٹری معلوم نہ کر لے عورت کو چین نہیں آتا۔ حضرت مسیح موعود سنایا کرتے تھے کہ ایک عورت نے انگوٹھی بنوائی لیکن کسی نے اس کی طرف توجہ نہ کی۔ سونے کی بڑی خوبصورت انگوٹھی تھی۔ اس نے تنگ آ کر اپنے گھر کو آگ لگا دی۔ لوگوں نے پوچھا کچھ بچا بھی؟ اس نے کہا سوائے اس انگوٹھی کے کچھ نہیں بچا۔ ایک عورت نے پوچھا کہ بہن تم نے یہ انگوٹھی کب بنوائی تھی یہ تو بہت خوبصورت ہے۔ تو وہ کہنے لگی اگر یہی بات تم مجھ سے پہلے پوچھ لیتی تو میرا گھر کیوں جلتا۔ تو حضرت مصلح موعود بھی فرما رہے ہیں کہ یہ عادت صرف عورتوں تک مخصوص نہیں ہے بلکہ مَردوں میں بھی ہے۔ بلاوجہ کے سوال جواب بھی بعض دفعہ کر لیتے ہیں۔ السلام علیکم کے بعد پوچھنے لگ جاتے ہیں کہ کہاں سے آئے ہو؟ کہاں جاؤ گے؟ آمدنی کیا ہے؟ بھلا دوسرے کو اس معاملے میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ پھر آپ مغربی قوموں کی یہ مثال دیتے ہیں کہ انگریزوں میں یہ کبھی نہیں ہوتا کہ وہ ایک دوسرے سے پوچھیں کہ تو کہاں ملازم ہے؟ تعلیم کتنی ہے؟ تنخواہ کیا ملتی ہے؟ وہ کریدنے کا خیال نہیں کرتے۔

پس لغو صرف ایسی چیز نہیں جو دوسرے کو نقصان پہنچانے والی ہو بلکہ ہر بے فائدہ بات لغو بات ہے۔

حضرت مسیح موعود ایک جگہ اس کی یوں بھی وضاحت فرماتے ہیں کہ ''ایسا فعل صادر ہو جس سے کوئی خاص حرج اور نقصان نہیں پہنچتا''۔ یعنی وہ باتیں لغو ہیں جن سے کوئی خاص حرج اور نقصان بھی نہیں پہنچتا۔ یہ اس کا مطلب ہے۔

پس مومن کے لئے یہ شرط ہے کہ اس کی گفتگو ہمیشہ با مقصد ہو اور ہر قسم کی لغویات سے پرہیز ہو۔

لیکن ہم جائزہ لیں تو دیکھتے ہیں کہ بہت سارے لوگ بلاوجہ بعض باتیں کر رہے ہوتے ہیں۔

اب بعض اور سبق آموز مثالیں جو مختلف جگہوں پر حضرت مسیح موعود نے بیان فرمائی ہیں اور جنہیں حضرت مصلح موعود نے پیش فرمایا ہے وہ پیش کرتا ہوں۔

آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود ایک لطیفہ سنایا کرتے تھے کہ کوئی چوہڑا لاہور کے پاس سے ایک مرتبہ گزرا۔ گاؤں کا رہنے والا تھا۔ بوجھ اٹھانے کے کام کیا کرتا تھا یا گند اٹھانے کے کام کیا کرتا تھا۔ اس نے دیکھا کہ شہر میں کہرام مچ رہا ہے۔ بڑا شور مچا ہوا ہے۔ ہندو مسلمان مرد عورت سب رو رہے ہیں۔ اس نے کسی سے اس کی وجہ دریافت کی تو اسے بتایا گیا کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ مر گیا ہے۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں یوں تو سکھوں کی حکومت بہت بدنام ہے۔ اس زمانے میں بعض ایسے بھی راجے آئے تھے جو بڑے بدنام تھے مگر اس میں شبہ نہیں اور حضرت مسیح موعود سے بھی مَیں نے بارہا سنا ہے کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانے میں امن قائم ہو گیا تھا اور اس نے خرابیوں کو بہت حد تک دُور کر دیا تھا۔ مسلمانوں پر سکھوں کے مظالم کے جو واقعات بیان کئے جاتے ہیں وہ دوسرے زمانے کے ہیں جب ملک کی حکومت چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بٹی ہوئی تھی، لوٹ مار ہو رہی تھی اور طوائف الملو کی پھیلی ہوئی تھی۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی کوشش ہمیشہ یہی رہتی تھی کہ امن قائم ہو اور وہ مسلمانوں کے ساتھ بھی ایک حد تک اچھا سلوک کرتے تھے۔ (آپ اس کی مزید وضاحت کرتے ہیں کہ) ان کے وزراء میں مسلمان بھی تھے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کے والد یعنی ہمارے دادا بھی ان کے جرنیلوں میں سے تھے اور کئی مسلمان بھی بڑے بڑے عہدوں پر تھے۔ پس اس امن کو دیکھتے ہوئے جو ان کی وجہ سے ملک کو حاصل ہوا تھا اور اس فساد کو یاد کر کے جو ان سے قبل پایا جاتا تھا ان کی موت کا سب کو صدمہ تھا اور لوگ رو رہے تھے۔ چوہڑے نے اس کہرام کی وجہ دریافت کی تو کسی نے اسے بتایا کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ فوت ہو گئے ہیں۔ وہ بڑی حیرت سے اس شخص کا منہ دیکھنے لگا اور دریافت کرنے لگا کہ لوگ ان کی وفات پر اتنے بے تاب کیوں ہیں۔ میرے باپ جیسے لوگ مر گئے تو مہاراجہ رنجیت سنگھ کس شمار میں ہیں۔ یہ لطیفہ بیان کر کے حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے کہ جسے کسی چیز کی قدر ہوتی ہے وہی اس کے نزدیک بڑی ہوتی ہے۔ اس چوہڑے کا باپ اس سے حسن سلوک کرتا تھا اس لئے وہ اسے پیارا تھا اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کا حسن سلوک گو لاکھوں سے ہو مگر چونکہ وہ ان لاکھوں میں سے نہ تھا، نہ اس کی نظر اتنی وسیع تھی کہ وہ سمجھتا کہ ملک کا فائدہ اور امن و امان بڑی چیز ہے۔ انفرادی فائدے کی اس کے مقابل پر کوئی حقیقت نہیں۔ اس لئے اس کا یہی خیال تھا کہ اصل چیز جو قدر کی ہے میرا باپ تھا جس کی مجھے قدر کرنی چاہئے۔ جب وہ فوت ہو گیا تو پھر مہاراجہ رنجیت سنگھ فوت ہو گیا تو کیا ہوا۔ (ماخوذ از الفضل مورخہ 6 جون 1952ء جلد 24/6 نمبر 135 صفحہ 5) تو دنیا میں اپنی ضرورت کی اہمیت کی وجہ سے بعض چھوٹی چیزیں بھی بڑی ہوتی ہیں اور بعض بڑی چیزوں کو عدمِ علم کی وجہ سے انسان نظر انداز کر دیتا ہے۔ بچے کو اگر قیمتی سے قیمتی ہیرا بھی دے دیا جائے تو وہ اس کی قدر کیا کرے گا۔

پس ایک مومن کو اپنے رویوں سے، اپنے سلوک سے، دوسروں کے کام آنے سے، دوسروں پر احسان کرنے سے اپنی قدر پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس کی صرف محدود قدر نہ ہو کہ اس کے قریبی ہی صرف اس پہ رونے والے ہوں بلکہ جہاں وہ رہتا ہے، جس معاشرے میں رہتا ہے وہاں اس کی قدر قائم ہو۔ ہر ایک کا اپنا اپنا دائرہ ہے۔ اسی دائرے میں کسی احمدی کا تعارف اور نیک تعارف صرف اس کی ذات تک محدود نہیں رہتا یا اسے فائدہ نہیں پہنچاتا بلکہ جماعت کی نیک نامی کا باعث ہوتا ہے اور یوں (دعوت الی اللہ) کے راستے بھی کھلتے ہیں۔ دنیا کو پتا چلتا ہے۔ اگر ایک احمدی اپنا اثر ڈالنے والا ہو تو دنیا کو پتا چلے گا کہ (دین حق) کی حقیقت کیا ہے اور دنیا کی امن و سلامتی کے لئے اس زمانے میں (دین حق) کی تعلیم ہی حقیقی تعلیم ہے جو حقیقی امن پیدا کر سکتی ہے۔ پس دنیا کا جو عدم علم ہے یا علم کا نہ ہونا جو ہے وہ علم دلانے کے لئے ہم میں سے ہر ایک کو اپنے اپنے دائرے میں کوشش کرنی چاہئے۔

بعض لوگ معمولی قربانی کر کے سمجھتے ہیں کہ ہم نے بہت کچھ کر لیا ہے یا بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو بغیر قربانی کے اپنے خیالات میں قربانی کرنے والے بن جاتے ہیں یا دوسروں پر احسان کرنے والے بن جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں حضرت مسیح موعود ایک واقعہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ ”ایک آدمی نے کسی شخص کی دعوت کی اور اپنی طاقت کے مطابق اس کی تواضع میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ جب مہمان جانے لگا تو اس سے گھر والا جو تھا معذرت کرنے لگا کہ میری بیوی بیمار تھی، کچھ اور بھی مجبوریاں بتلائیں۔ اس لئے میں آپ کی پوری طرح خدمت نہیں کر سکا۔ امید ہے کہ آپ معاف کریں گے، درگزر کریں گے۔ یہ سن کر مہمان کہنے لگا کہ میں جانتا ہوں تم کس غرض سے کہہ رہے ہو۔ تمہارا منشاء یہ ہے کہ میں تمہاری تعریف کروں اور تمہارا احسان مانوں۔ اب یہ مہمان کے خیالات ہیں۔ لیکن مہمان صاحب کہنے لگے تم مجھ سے یہ امید نہ رکھو بلکہ تمہیں میرا احسان ماننا چاہئے۔ میزبان نے کہا میرا ہرگز یہ منشاء نہیں ہے کہ آپ کے اوپر کوئی احسان جتاؤں۔ مَیں واقعی شرمسار ہوں کہ پوری طرح آپ کی خدمت نہیں کر سکا۔ اگر آپ کا مجھ پر کوئی احسان ہے تو وہ مجھے بتا دیں مَیں اس کا بھی شکریہ ادا کر دیتا ہوں۔ اس پر مہمان نے کہا کہ خواہ تم کچھ کہو مَیں تمہارے دل کی منشاء کو خوب سمجھتا ہوں۔ (یعنی دلوں کا حال بھی جاننے لگے۔ مہمان یہ کہنے لگا) لیکن یاد رکھو کہ تم نے مجھے کھانا ہی کھلایا ہے۔ (اس سے زیادہ تم نے میرے پہ اور کیا احسان کیا ہے؟)۔ میرا تم پر بہت بڑا احسان ہے۔ تم ذرا اپنے کمرے کو دیکھو۔ (یہ کمرہ جہاں مجھے بٹھایا ہوا ہے، ڈرائنگ روم، اس میں کئی ہزار کا سامان پڑا ہوا ہے۔ جب تم میرے لئے کھانا لینے اندر گئے تھے میں چاہتا تو دیا سلائی دکھا کے یہ سب کچھ جلا دیتا۔ تم ہی بتاؤ کہ اگر میں آگ لگا دیتا تو ایک پیسے کا بھی سامان باقی رہ جاتا؟ مگر میں نے ایسا نہیں کیا۔ مہمان کہنے لگا کیا میرا تم پر یہ احسان کم ہے۔ یہ سن کر گھر والے نے کہا کہ واقعی آپ نے بہت بڑا احسان کیا ہے۔ میں اس کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میرا گھر نہیں جلایا۔ تو دیکھ لو ایک انسان ایسا بھی ہوتا ہے کہ بجائے محسن کا احسان پہچاننے اور شکریہ ادا کرنے کے یہ سمجھتا ہے کہ مَیں احسان کر رہا ہوں“۔ پس ایک مومن کو حقیقی طور پر احسان کرنے والے کا شکرگزار ہونا چاہئے، نہ کہ اس شخص کی طرح احسان فراموش۔

ایک جگہ حضرت مصلح موعود نے مربیان کو بھی نصیحت فرمائی ہے اور ایک مثال دی ہے جو حضرت مسیح موعود بیان فرمایا کرتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ”حضرت صاحب (یعنی حضرت مسیح موعود) فرمایا کرتے تھے کہ ایک بادشاہ تھا جو کسی پیر کا بڑا معتقد تھا اور اپنے وزیر کو کہتا رہتا تھا کہ میرے پیر سے ملو۔ وزیر چونکہ اس پیر کی حقیقت جانتا تھا اس لئے ٹلاتا رہتا تھا۔ آخر ایک دن جب بادشاہ پیر کے پاس گیا تو وزیر کو بھی ساتھ لیتا گیا۔ پیر صاحب نے بادشاہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ بادشاہ سلامت! دین کی خدمت بڑی اچھی چیز ہے۔ سکندر بادشاہ نے دین اسلام کی خدمت کی اور وہ اب تک مشہور چلا آتا ہے۔ (یہ میں پہلے بھی ایک دفعہ کسی اور حوالے سے بیان کر چکا ہوں۔) تو یہ سن کر وزیر نے کہا کہ دیکھئے حضور! پیر صاحب کی ولایت کے ساتھ ان کو تاریخ دانی کا بھی بہت ملکہ ہے۔ سکندر تو اسلام سے پہلے گزرا ہے اس کے بارے میں پیر صاحب باتیں کر رہے ہیں۔ یعنی آپ کے یہ پیر صاحب صرف ولی اللہ ہی نہیں ہیں بلکہ یہ تو بڑے تاریخ دان بھی لگتے ہیں۔ نئی تاریخ انہوں نے بنا دی ہے۔ اس پر بادشاہ کو اس پیر سے نفرت ہو گئی۔ حضرت مسیح موعود یہ قصہ سنا کر فرمایا کرتے تھے کہ علم مجلس بھی نہایت ضروری ہے۔ جب تک انسان اس سے واقف نہ ہو دوسروں کی نظروں میں حقیر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح آداب مجلس کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ مثلاً ایک مجلس مشورے کی ہو رہی ہو اور کوئی بڑا عالم ہو مگر اس مجلس میں جا کر سب کے سامنے لیٹ جائے تو کوئی اس کے علم کی پرواہ نہیں کرے گا اور اس کی نسبت لوگوں پر برا اثر پڑے گا۔ پس یہ نہایت ضروری ہے کہ جو بھی مجلس ہو، جس قسم کی مجلس ہو (-) کو، مربی کو جب وہ ایسی مجلس میں جائے اس کا علم ہونا ضروری ہے۔ ہر ایک (مربی) کو چاہئے کہ وہ جغرافیہ، تاریخ، حساب، طب، آدابِ گفتگو، آداب مجلس وغیرہ علوم کی اتنی اتنی واقفیت ضرور رکھتا ہو جتنی مجلس شرفاء میں شامل ہونے کے لئے ضروری ہے۔ اور یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ تھوڑی سی محنت سے یہ بات حاصل ہو سکتی ہے۔ اس کے لئے ہر علم کی ابتدائی کتابیں پڑھ لینی چاہئیں۔“ (-) اس کے علاوہ بھی آجکل ہمارے مربیان سے اس زمانے کے حالات کے مطابق **حالات حاضرہ کے متعلق سوال کئے جاتے ہیں اور بعض دفعہ کیونکہ اخبار وغیرہ باقاعدہ نہیں پڑھتے، علم نہیں ہوتا یا خبریں نہیں سنتے، علم نہیں ہوتا یا کسی بارے میں کسی معاملے کی گہرائی میں نہیں گئے ہوتے اس لئے بعض دفعہ جو دنیادار لوگ ہیں وہ پھر برا اثر بھی لے لیتے ہیں۔** بعض جگہ سے ایسی شکایتیں آتی بھی ہیں۔ اس لئے حالات حاضرہ سے واقفیت اور جس مجلس میں جائیں اس کی ضروری واقفیت حاصل کر کے جانا چاہئے۔

’’حضرت مسیح موعودؑ نے ایک مثال بیان کی ہے۔ فرماتے تھے کسی شخص کے دو بیٹے تھے۔ اس نے اپنا مال ان میں بانٹ دیا۔ چھوٹا بیٹا اپنا سارا مال لے کر دور دراز چلا گیا اور وہاں اس نے سارا مال بدچلنی میں ضائع کر دیا۔ آخر وہ ایک شخص کے ہاں چرواہے کے طور پر ملازم ہو گیا۔ (سب کچھ لٹ گیا آخر مزدوری کرنی پڑی۔) اس حالت میں اُس نے خیال کیا کہ میرے باپ کے کتنے ہی مزدوروں کو روٹی بڑی کھلی ملتی ہے۔ افراط سے ملتی ہے۔ مگر میں یہاں مزدوری کرنے کے باوجود بھوکا مر رہا ہوں۔ کیوں اس کے پاس جا کر یہ نہ کہوں کہ مجھے بھی اپنے مزدوروں کی طرح رکھ لے۔ اس پر وہ اپنے باپ کے پاس گیا۔ باپ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اسے گلے لگا لیا اور نوکروں سے کہا خوب موٹا تازہ بچھڑا لا کر ذبح کرو تاکہ ہم کھائیں اور خوشی منائیں۔ جب اس کا دوسرا بیٹا آیا (اس کو بھی دولت دی تھی اور وہ اپنا کاروبار بڑا اچھا کر رہا تھا) تو اسے یہ بات بہت بری لگی (کہ جو سب کچھ لٹا کر آ گیا ہے اس کی اتنی خاطر داری ہو رہی ہے) اور اپنے باپ کو اس نے کہا کہ میں اتنے برس سے تمہاری خدمت کر رہا ہوں اور کبھی تمہاری حکم عدولی نہیں کی مگر تم نے کبھی ایک بکری کا بچہ بھی مجھے نہیں دیا کہ اپنے دوستوں کے ساتھ خوشی منا لوں۔ لیکن جب تمہارا یہ بیٹا آیا ہے جس نے تمہارا مال عیش و عشرت میں ضائع کر دیا اس کے لئے تو نے پلا ہوا بچھڑا ذبح کروا دیا۔ باپ نے کہا تُو ہمیشہ میرے پاس ہے اور میرا جو کچھ ہے وہ تیرا ہی ہے لیکن تیرے اس بھائی کے آنے پر اس لئے خوشی منائی گئی کہ یہ مردہ تھا اب زندہ ہوا ہے۔ کھویا ہوا تھا اب ملا ہے۔ پس جو شخص کسی غلطی کا ارتکاب کرتا ہے جب وہ غلطی کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور جاتا ہے، اس کے آگے جھکتا ہے اور اپنے قصور کا اعتراف کرتا ہے اور اعتراف کرتے ہوئے ندامت کا اظہار کرتا ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے اور پہلے سے زیادہ اس پر رحم کرتا ہے۔‘‘ (-)

پس ایک مومن کو بھی اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپناتے ہوئے جہاں وہ یہ خواہش رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے یہ سلوک کرے تو ان صفات کو اپناتے ہوئے جہاں بھی وہ دیکھیں کہ ان کے جو اپنے بھائی ہیں جنہوں نے قصور کئے ہوئے ہیں، اگر وہ سچے دل سے معافی مانگنے آتے ہیں اور قصوروں کا اعتراف کرتے ہیں تو اُسے ان سے صرفِ نظر کرنی چاہئے۔ اس کے ساتھ ہی ان کے لئے بھی دعا کرنی چاہئے جو معافی نہیں بھی مانگ رہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی بھی اور ہماری بھی غلطیوں کو معاف فرمائے اور ہم سے صرفِ نظر کرے۔ انسان کا کردار ہر حالت میں مضبوط ہونا چاہئے۔ یہ نہیں کہ کبھی ادھر ہو گئے اور کبھی ادھر ہو گئے۔

’’حضرت مسیح موعودؑ فرمایا کرتے تھے کہ ایک راجہ نے ایک دفعہ بینگن کھائے تو اسے بہت ہی مزہ آیا۔ (بہت سے لوگوں نے قصہ سنا ہوا ہے۔) وہ جب دربار میں آیا تو کہنے لگا کہ بینگن کیا ہی اچھی چیز ہے۔ اس کا ایک مصاحب تھا اس نے بھی بینگن کی تعریف شروع کر دی۔ کہنے لگا اور تو اَور اس کی شکل ہی دیکھئے کیسی عمدہ شکل ہے۔ سر تو ایسا ہے جیسے کسی پیر نے سبز پگڑی باندھی ہوئی ہو۔ نیلگوں لباس ہے تو آسمان کی رنگت کو مات کر رہا ہے۔ پودے کے ساتھ لٹکا ہوا ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی شہزادہ جھولا جھول رہا ہو۔ (ایسی ایسی تعریفیں کیں) طبعی طور پر جتنی اس کی خوبیاں تھیں ساری کی ساری گن گن کے بیان کر دیں۔ یہ باتیں سن کر راجہ کو شوق پیدا ہوا اور اس نے کچھ دن بینگن ہی کھانا شروع کر دیئے۔ بینگن چونکہ گرم ہوتے ہیں اس لئے انہوں نے حدت پیدا کی (اور وہ) بیمار ہو گئے۔ تو راجہ نے ایک دن کہا بینگن بہت بری چیز ہے۔ اس پر اسی مصاحب نے اس کی برائیاں شروع کر دیں۔ کہنے لگا شکل دیکھئے کتنا کالا منہ ہے۔ نیلے پاؤں ہیں اس سے بھی زیادہ اور کیا اس کی برائی ہو سکتی ہے کہ الٹا لٹکا ہوا ہے جیسے کسی نے پھانسی پہ لٹکایا ہو۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ فرمایا کرتے تھے چونکہ ہر شئے کی خوبیاں بھی ہوتی ہیں، خامیاں بھی ہوتی ہیں، برائیاں بھی ہوتی ہیں تو اس موقع پر مصاحب نے اس کی تمام برائیاں جو طبعی طور پر تھیں وہ بھی بیان کر دیں۔ پاس بیٹھنے والوں میں سے کسی نے کہا کہ یہ کیا ہے۔ کل اس وقت تم تعریفیں کر رہے تھے، آج اس کی برائیاں کر رہے ہو۔ کم از کم سچ تو بولا کرو۔ تو کہنے لگا کہ میں راجہ کا نوکر ہوں بینگن کا نہیں۔ (-)

آجکل کی (-) دنیا میں عموماً یہی کچھ دیکھتے ہیں اور ان کو دیکھ کر ہمیں پھر سبق سیکھنا چاہئے۔ کیریکٹر کے لحاظ سے، کردار کے لحاظ سے، سب سے زیادہ مضبوط کردار تو (-) کا ہونا چاہئے لیکن بدقسمتی سے سب سے زیادہ کردار کے لحاظ سے گرے ہوئے یہی لوگ ہیں۔ سچائی پر قائم ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا یہ تو خوشامد اور جہاں مفاد دیکھتے ہیں اسی طرف الٹ جاتے ہیں چاہے وہ لیڈر ہوں یا چاہے عوام الناس ہوں۔ سچائی پر قائم ہونے کا تقاضا تو یہ ہے کہ صحیح اور غلط کو سامنے رکھ کر پھر اپنی رائے قائم کی جائے اور صحیح مشورہ دیا جائے۔

پھر یہ بھی ایک اور واقعہ ہے۔ اس کو بیان کرتا ہوں۔ اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق ہی حقیقت میں مسائل کا حل نکالتا ہے اور یہ تعلق تقویٰ سے بڑھتا ہے اور پھر ہم احمدی جن کا یہ دعویٰ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو مان کر ہم نے صحیح (دینی) تعلیم کے مطابق زندگی گزارنی ہے تو ہمیں اس زندگی گزارنے کے لئے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی طرف ہی دیکھنا ہے، اسی سے تعلق قائم کرنا ہے۔ ہماری کامیابی کبھی دنیاوی باتوں سے نہیں ہو سکتی۔ پس اگر ہم میں تقویٰ اور خوفِ الٰہی ہو، اگر ہم تقویٰ اور خوفِ الٰہی اپنے اندر پیدا کریں تو پھر ہی ہماری کامیابیاں ہیں اور جب یہ صورت ہو گی تو پھر فرشتے ہماری راہ ہموار کرتے چلے جائیں گے (-)۔

پس ہم میں سے ہر ایک کو یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ ہم نے تقویٰ پیدا کرنے کی کوشش کرنی ہے اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے۔ بہت سارے حالات میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک دنیادار کا دنیادار سے تعلق جب اسے فائدہ پہنچا سکتا ہے تو خدا تعالیٰ کا تعلق تو اس سے ہزاروں لاکھوں گنا بڑھ کر نفع پہنچانے والا ہے۔ اس ضمن میں حضرت مسیح موعودؑ ایک قصہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ ایک شخص کسی سفر پر جانے لگا تو اس نے اپنا کچھ روپیہ قاضی کے پاس امانت کے طور پر رکھوایا۔ عرصے کے بعد واپس آ کر اس نے جب روپیہ مانگا تو قاضی کی نیت بدل گئی اور اس نے کہا میاں عقل کی دوا کرو کون سا روپیہ اور کیسی امانت۔ میرے پاس تم نے کب روپیہ رکھوایا تھا۔ اس نے کوئی تحریر وغیرہ تو لی نہیں تھی کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ قاضی صاحب کی ذات ہی کافی ہے۔ مگر قاضی صاحب نے کہا کہ اگر کوئی روپیہ رکھ گئے تھے تو لاؤ ثبوت پیش کرو۔ کوئی رسید دکھاؤ۔ کوئی گواہ لاؤ۔ اس نے بہت یاد دلایا مگر وہ یہی کہتا رہا کہ کچھ نہیں ہے۔ تمہارا دماغ چل گیا ہے۔ تم نے کبھی پیسہ نہیں دیا۔ آخر اس نے بادشاہ کے پاس شکایت کی۔ بادشاہ نے کہا کہ عدالت کے طور پر تو مَیں تمہارے حق میں کچھ نہیں کر سکتا۔ تمہارے خلاف فیصلہ کرنے پر مجبور ہوں کیونکہ کوئی تحریر نہیں ہے گواہ نہیں ہے ثبوت نہیں ہے۔ ہاں ایک ترکیب تمہیں بتا دیتا ہوں۔ اگر تم سچے ہو تو اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ فلاں دن میرا جلوس نکلے گا اور قاضی بھی اپنی ڈیوڑھی کے آگے موجود رہے گا۔ اس دن بادشاہ سڑکوں پر شہر میں دورہ کرے گا۔ تم بھی کہیں اس کے پاس کھڑے ہو جانا۔ مَیں تمہارے پاس پہنچ کر تمہارے ساتھ بے تکلفی سے بات شروع کروں گا کہ تم مجھے ملنے کیوں نہیں آئے؟ اور اتنے عرصے سے ملاقات نہیں ہوئی اور تم مجھے یہ کہنا کہ کچھ پریشانیاں سی تھیں۔ اس لئے حاضر نہیں ہو سکا۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا اور جلوس کے دن قاضی صاحب کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ بادشاہ آیا تو بادشاہ نے قاضی کے بجائے اس شخص سے مخاطب ہو کر بات شروع کر دی اور کہا تم چلے گئے، عرصے سے ملاقات نہیں ہوئی۔ اس نے اپنے سفر کا حال بتایا۔ پھر بادشاہ نے پوچھا۔ واپسی پر کیوں نہیں ملے؟ اس نے جواب دیا کہ یونہی بعض پریشانیاں تھیں، کچھ وصولیاں وغیرہ کرنی تھیں۔ بادشاہ نے اسے کہا نہیں نہیں، تمہیں ضرور ہمیں ملنا چاہئے تھا۔ جلدی جلدی مجھے ملنے آیا کرو۔ جب بادشاہ کا جلوس گزر گیا تو قاضی صاحب نے اسی شخص سے کہا کہ میاں ذرا بات تو سنو۔ تم اس دن آئے تھے اور کسی امانت کا ذکر کرتے تھے۔ مَیں اب بوڑھا ہو گیا ہوں یادداشت کام نہیں کرتی۔ کچھ اتا پتا بتاؤ تو مجھے یاد آئے۔ اس نے پھر وہی باتیں دہرا دیں جو پہلے قاضی سے کر چکا تھا۔ اس پر قاضی صاحب کہنے لگے اچھا اچھا فلاں قسم کی تھیلی تھی، وہ تمہاری تھی۔ وہ تو پڑی ہوئی ہے۔ لے جاؤ آ کے اور لا کر روپیہ اسے دے دیا۔ تو یہ قصہ سنا کر حضرت مسیح موعودؑ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا کی مخالفت سے کیا ڈرنا۔ کوئی بڑے سے بڑا جرنیل بھی ہو تو تلواروں اور گولیوں وغیرہ سے ہی نقصان پہنچا سکتا ہے مگر یہ ساری چیزیں ہمارے خدا کی ہیں۔ اگر وہ کہے کہ اس طرف وار نہ کرو تو کون کر سکتا ہے۔ پس بندے کو اللہ تعالیٰ سے دوستی کرنی چاہئے، اس سے محبت کرنی چاہئے۔ ڈر سے یا مرنے مارنے سے کام نہیں بنتا۔ ترقی کی یہی راہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو خدا کے ہاتھ میں دے دے اور جس طرف وہ لے جانا چاہے اس طرف چلتا جائے (-)۔

ایک سچے مومن کی مثال کیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ سچے مومن کی مثال سچے دوست سے دیتے تھے۔ آپ سنایا کرتے تھے کہ کوئی امیر آدمی تھا اس کے لڑکے کے کچھ اوباش لڑکے دوست تھے۔

آوارہ گرد لڑکے دوست تھے۔ باپ نے اسے سمجھایا کہ یہ لوگ تیرے سچے دوست نہیں ہیں۔ محض لالچ کی وجہ سے تمہارے پاس آتے ہیں ورنہ ان میں سے کوئی بھی تمہارا وفادار نہیں ہے۔ مگر لڑکے نے اپنے باپ کو جواب دیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو کوئی سچا دوست شاید میسر نہیں آیا۔ اس لئے آپ سب لوگوں کے متعلق یہی خیال رکھتے ہیں۔ میرے دوست ایسے نہیں ہیں۔ وہ بہت وفادار ہیں اور میرے لئے جان قربان کرنے کو تیار ہیں۔ باپ نے پھر سمجھایا کہ سچے دوست کا ملنا بہت مشکل ہے۔ باپ نے کہا کہ ساری عمر میں مجھے ایک ہی سچا دوست ملا ہے لیکن وہ لڑکا اپنی ضد پر قائم رہا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس نے گھر سے خرچ کے لئے کچھ رقم مانگی تو باپ نے جواب دیا کہ مَیں تمہارا خرچ برداشت نہیں کرسکتا۔ تم اپنے دوستوں سے مانگو۔ میرے پاس اس وقت کچھ نہیں ہے۔ دراصل اس کا باپ اس کے لئے موقع پیدا کرنا چاہتا تھا کہ وہ اپنے دوستوں کا امتحان لے۔ جب باپ نے گھر سے جواب دے دیا اور تمام دوستوں کو معلوم ہوگیا کہ لڑکے کو گھر سے جواب مل گیا ہے تو انہوں نے اس کے پاس آنا جانا بند کر دیا اور میل ملاقات چھوڑ دی۔ آخر تنگ آ کر یہ لڑکا خود ہی ان دوستوں کو ملنے کے لئے ان کے گھروں پہ گیا۔ جس دوست کے دروازے پر دستک دیتا وہ اندر سے ہی کہلا بھیجتا کہ وہ گھر میں نہیں ہے۔ کہیں باہر گئے ہوئے ہیں یا وہ بیمار ہیں اس وقت نہیں مل سکتے۔ سارا دن اس نے چکر لگایا مگر کوئی دوست ملنے کے لئے باہر نہ آیا۔ آخر شام کو گھر واپس لوٹا۔ باپ نے پوچھا بتاؤ دوستوں نے کیا مدد کی۔ کہنے لگا سارے ہی حرام خور ہیں۔ کسی نے کوئی بہانہ بنالیا ہے اور کسی نے کوئی۔ باپ نے کہا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ یہ لوگ وفادار نہیں ہیں۔ اچھا ہوا تمہیں بھی تجربہ ہوگیا۔ اب آؤ مَیں تمہیں اپنے دوست سے ملاؤں۔ وہ پاس ہی ایک جگہ گیا۔ اس کا ایک دوست جو سپاہی تھا۔ کسی چوکی میں ملازم تھا۔ یہ باپ بیٹا اس کے مکان پر پہنچے اور دروازے پر دستک دی۔ اندر سے آواز آئی کہ میں آتا ہوں۔ کافی دیر ہوگئی۔ دروازہ کھولنے کے لئے کوئی نہ آیا۔ لڑکے کے دل میں مختلف خیالات پیدا ہونے شروع ہوئے۔ اس نے باپ سے کہا ابا جی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا دوست بھی میرے دوستوں جیسا ہی ہے۔ باپ نے کہا دیکھ۔ کچھ دیر انتظار کرو۔ آخر کچھ وقت گزر گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو باہر آیا تو گلے میں تلوار لٹکائی ہوئی تھی۔ ایک ہاتھ میں ایک تھیلی اٹھائی ہوئی تھی دوسرے ہاتھ سے بیوی کا بازو پکڑا ہوا تھا۔ دروازہ کھولتے ہی اس نے کہا کہ معاف فرمایئے آپ کو بہت تکلیف ہوئی۔ میں جلدی نہ آسکا۔ میرے جلدی نہ آنے کی وجہ یہ ہوئی کہ آپ نے جب دروازے پر دستک دی تو میں سمجھ گیا کہ آج کوئی خاص بات ہے کہ آپ خود آئے ہیں ورنہ آپ کسی نوکر کو بھی بھجوا سکتے تھے۔ میں نے دروازہ کھولنا چاہا تو مجھے یکدم خیال آیا کہ ہوسکتا ہے کوئی مصیبت آئی ہو۔ یہ تین چیزیں میرے پاس تھیں ایک تلوار اور ایک تھیلی جس میں میرا ایک سال کا اندوختہ ہے، چند سو روپے ہیں اور میری بیوی خدمت کے لئے آئی ہے کہ شاید آپ کے گھر میں کوئی تکلیف ہو۔ اور یہ دیر جو ہوئی ہے اس لئے ہوئی کہ تھیلی زمین میں دبائی ہوئی تھی اس کو نکالنے میں دیر لگ گئی۔ میں نے خیال کیا کہ ممکن ہے کوئی ایسی مصیبت ہو جس میں کوئی جانباز کام آسکتا ہو اس لئے میں نے تلوار ساتھ لے لی کہ اگر جان کی ضرورت ہو تو مَیں جان پیش کرسکوں۔ پھر میں نے خیال کیا کہ گو آپ امیر آدمی ہیں لیکن ہوسکتا ہے کوئی مصیبت ایسی آئی ہو جس سے آپ کا مال ضائع ہوگیا ہو اور میں روپیہ سے آپ کی مدد کرسکوں تو میں نے یہ تھیلی ساتھ لے لی ہے اور پھر میں نے خیال کیا کہ بیماری وغیرہ انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ ہوسکتا ہے آپ کے گھر میں کوئی تکلیف ہو تو میں نے بیوی کو بھی ساتھ لے لیا تا کہ وہ خدمت کر سکے۔ اس امیر آدمی نے کہا کہ میرے دوست! مجھے اس وقت کسی مدد کی ضرورت نہیں ہے اور کوئی مصیبت اس وقت مجھے نہیں آئی بلکہ میں صرف اپنے بیٹے کو سبق سکھانے کے لئے آیا ہوں۔ حضرت مسیح موعودؑ فرمایا کرتے تھے کہ یہ سچی دوستی ہے اور اس سے بڑھ کر سچی دوستی انسان کو اللہ تعالیٰ سے قائم کرنی چاہئے کہ وہ اپنی جان اور مال اور اپنی ہر چیز کی قربانی کے لئے تیار رہے۔ جس طرح دوست کبھی مانتے ہیں اور کبھی منواتے ہیں اسی طرح انسان کا فرض ہے کہ وہ صدق دل کے ساتھ اور شرح صدر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں کرتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہماری کتنی باتیں مانتا ہے۔ رات دن ہم اس کی عطا کردہ نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس نے جو چیزیں ہماری راحت اور آرام کے لئے بنائی ہیں ہم ان کو استعمال کرتے ہیں۔ آخر کس حق کے ماتحت ہم اتنی چیزوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہماری کتنی خواہشوں کو پورا کرتا ہے اور اگر کوئی ایک آدھ دفعہ اپنی خواہش کے خلاف ہو جائے تو کس طرح لوگ اللہ تعالیٰ سے بدظن ہو جاتے ہیں۔ اصل تعلق یہ ہے کہ عُسر ہو اور یُسر ہو دونوں حالتوں میں استوار رہے اور اس میں کوئی فرق نہ آئے (-)۔

پس وہ لوگ جو نمازوں کے حق ادا نہیں کرتے انہیں اپنے جائزے لینے چاہئیں۔ وہ لوگ جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو پورا نہیں کرتے انہیں اپنے جائزے لینے چاہئیں۔ وہ لوگ جو یہاں آئے تو احمدیت کی وجہ سے ہیں لیکن یہاں آ کر بھول گئے ہیں کہ احمدیت کی وجہ سے ہی انہیں یہاں رہنے کا، شہریت کا حق ملا ہے اور اس وجہ سے ان کو زیادہ سے زیادہ جماعت کی خدمت کے لئے آگے آنا چاہئے لیکن وہ اسے بھول جاتے ہیں اور بعض دفعہ اعتراض شروع کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگ نہ اچھے عابد ہیں نہ وفادار ہیں۔ وفا تو جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ عُسر اور یُسر میں تنگی اور آسائش میں دونوں حالتوں میں ایسی ہونی چاہئے جس کے اعلیٰ معیار قائم ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ہر وقت اس کے در پر رہ کر قربانی کے لئے اپنے آپ کو تیار رکھنا چاہئے۔

اس دوستی کا حق ادا کرنے والے اشخاص کا واقعہ جو ابھی میں نے سنایا ہے وہ انبیاء اور اللہ تعالیٰ کے بندوں پر کس طرح چسپاں ہوتا ہے۔ اس کو بھی حضرت مصلح موعود نے بڑے خوبصورت رنگ میں بڑے دلچسپ الفاظ میں پیش فرمایا کہ جہاں محبت ہوتی ہے وہاں دلیلیں نہیں پوچھی جاتیں۔ وہاں انسان پہلے اطاعت کا اعلان کرتا ہے پھر یہ سوچتا ہے کہ میں اس حکم پر کس طرح عمل کروں۔ یہی کیفیات انبیاء کی ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا پہلا کلام اترتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی محبت ان کے دلوں میں اتنی ہوتی ہے کہ وہ دلیل بازی نہیں کرتے۔ اور پھر جب خدا کی آواز ان کے کانوں تک پہنچتی ہے تو وہ یہ نہیں کہتے کہ اے ہمارے ربّ! کیا تُو ہم سے ہنسی کر رہا ہے۔ کہاں ہم اور کہاں یہ کام؟ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! بہت اچھا اور یہ کہہ کر کام کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس کے بعد سوچتے ہیں کہ اب انہیں کیا کرنا چاہئے۔ یہی (-) نے کیا اور یہی حضرت مسیح موعود نے اس رات کیا۔ خدا نے کہا اٹھ اور دنیا کی ہدایت کے لئے کھڑا ہو اور وہ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر یہ سوچنے لگے کہ اب میں یہ کام کس طرح کروں گا۔ پس آج سے پچاس سال پہلے (جب آپ نے پچاس سال کہا تھا اور آج اس بات کو تقریباً 125 سال ہو گئے ہیں بلکہ آج سے 27-126 سال) کہتے ہیں کہ آج سے پچاس سال پہلے کی وہ تاریخی رات جو دنیا کے آئندہ انقلابات کے لئے زبردست حربہ ثابت ہونے والی ہے۔ جو آئندہ بننے والی نئی دنیا کے لئے ابتدائی رات اور ابتدائی دن قرار دی جانے والی ہے۔ اگر ہم اس رات کا نظارہ سوچیں تو یقیناً ہمارے دل اس خوشی کو بالکل اور نگاہ سے دیکھیں۔ ہم میں سے کتنے ہیں جو یہ سوچتے ہیں کہ یہ خوشی انہیں کس گھڑی کے نتیجہ میں ملی ہے۔ یعنی وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں آئے انہیں یہ مسرت کس فعل کے نتیجے میں حاصل ہوئی اور کس رات کے بعد ان پر کامیابی وکامرانی کا یہ دن چڑھا۔ بہت سے لوگ مسیح موعود کا انتظار کرتے کرتے مر گئے لیکن وہ جنہوں نے مانا وہ یہ سوچتے ہیں اور اس طرح سوچتے ہیں کہ یہ خوشی اور یہ مسرت اور یہ کامیابی وکامرانی کا دن ان کو اس گھڑی اور اس رات کے نتیجہ میں ملا جس میں ایک تن تنہا بندہ جو دنیا کی نظروں میں حقیر اور تمام دنیاوی سامانوں سے محروم تھا اسے خدا نے کہا کہ اٹھ اور دنیا کی ہدایت کے لئے کھڑا ہو اور اس نے کہا اے میرے رب میں کھڑا ہو گیا۔ یہ وہ وفاداری تھی، یہ وہ محبت کا صحیح نظارہ تھا جسے خدا نے قبول کیا اور اس نے اپنے فضل اور رحم سے اس کو نوازا۔ رونا اور ہنسنا دونوں ہی اللہ تعالیٰ کی شان سے بعید ہیں۔ اللہ تعالیٰ نہ روتا ہے نہ ہنستا ہے لیکن محبت کی گفتگو میں اور محبت کے کلاموں میں یہ باتیں آ ہی جاتی ہیں۔ جس طرح حدیث میں بھی آتا ہے کہ جب ایک صحابی نے مہمان نوازی کی تو اللہ تعالیٰ ان کی باتوں پر خوش ہوا اور ہنسا۔ (بخاری کتاب مناقب الانصار باب قول الله عزوجل ویؤثرون علی انفسھم حدیث 3798) بہرحال فرماتے ہیں کہ پس میں کہتا ہوں کہ اگر خدا کے لئے بھی رونا ممکن ہوتا، اگر خدا کے لئے بھی ہنسنا ممکن ہوتا تو جس وقت خدا نے حضرت مسیح موعود سے کہا کہ میں تجھے دنیا کی اصلاح کے لئے کھڑا کرتا ہوں اور آپ فوراً کھڑے ہو گئے اور آپ نے یہ سوچا تک نہیں کہ یہ کام مجھ سے ہوگا کیونکر۔ اگر اس وقت خدا کے لئے رونا ممکن ہوتا تو میں یقیناً جانتا ہوں کہ خدا رو پڑتا اور اگر خدا کے لئے ہنسنا ممکن ہوتا تو وہ یقیناً ہنس پڑتا۔ وہ ہنستا بظاہر اس بیوقوفی کے دعوے پر جو تمام دنیا کے مقابلے پر ایک نحیف وناتواں وجود نے کیا اور وہ رو پڑتا اس جذبہ محبت پر جو اس تن تنہا روح نے خدا

کے لئے ظاہر کیا۔ یہی سچی دوستی تھی جو خدا کو منظور ہوئی اور اسی رنگ کی سچی دوستی ہی ہوتی ہے جو دنیا میں بھی کام آیا کرتی ہے۔ پھر آپ نے وہ واقعہ بیان کیا جو میں نے دو دوستوں کا، غریب اور امیر کا بیان کیا۔ پھر فرمایا کہ دنیا کی زبان میں یہ دوستی کی نہایت ہی شاندار مثال ہے جو بیان پہلے ہو چکی ہے اور انسان ایسے جذبات کو دیکھ کر بغیر اس کے کہ وہ اپنے دل میں شدید ہیجان محسوس کرے نہیں رہ سکتا۔ مگر اس دوستی کا اظہار اُس دوستی کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں جو نبی اپنے خدا کے لئے ظاہر کرتے ہیں۔ وہاں قدم قدم پر مشکلات ہوتی ہیں۔ وہاں قدم قدم پر قربانیاں پیش کرنی پڑتی ہیں اور وہاں قدم قدم پر مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ پس نبیوں کا جواب اپنے خدا کو ویسا ہی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے جیسے اس غریب آدمی نے امیر آدمی کو دیا تھا۔ بیشک اگر معقولات کی نظر سے اس کو دیکھیں اور منطقی نقطہ نگاہ سے اس پر غور کریں تو اس غریب آدمی کی یہ حرکت ہنسی کے قابل نظر آتی ہے کیونکہ اس امیر کے ہزاروں نوکر چاکر تھے، ان کے ہوتے ہوئے ان کی بیوی نے کیا زائد خدمت کر لینی تھی۔ اسی طرح وہ لاکھوں کا مالک تھا اس کو سوڈیڑھ سو روپے کی تھیلی کیا فائدہ پہنچا سکتی تھی اور خود اس کے کئی پہریدار اور محافظ تھے اس کو اس دوست کی تلوار کیا نفع پہنچا سکتی تھی؟ مگر محبت کے جوش میں اس نے یہ نہیں سوچا کہ میری تلوار کیا کام دے گی۔ میرا تھوڑا سا روپیہ کیا فائدہ دے گا اور میری بیوی کیا خدمت سرانجام دے گی۔ اس نے تو اتنا ہی سوچا کہ جو کچھ میرے پاس ہے وہ مجھے حاضر کر دینا چاہئے۔ جس وقت محبت کا انتہائی جوش اٹھتا ہے اس وقت عقل کام نہیں کرتی۔ محبت عقل کو پرے پھینک دیتی ہے اور محبت فِکر کو پرے پھینک دیتی ہے اور پھر وہ محبت آپ سامنے آ جاتی ہے۔ جس طرح چیل جب مرغی کے بچوں پر حملہ کرتی ہے تو مرغی بچوں کو جمع کر کے اپنے پروں کے نیچے چھپا لیتی ہے اور بعض دفعہ تو محبت ایسی ایسی حرکات کرا دیتی ہے کہ دنیا اسے پاگل پنے کی حرکات قرار دیتی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ جنون دنیا کی ساری عقلوں سے زیادہ قیمتی ہوتا ہے اور دنیا کی ساری عقلیں اس ایک مجنونانہ حرکت پر قربان کی جا سکتی ہیں کیونکہ اصل عقل وہی ہے جو محبت سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ یاد رکھنے والی چیز ہے کہ اصل عقل وہی ہے جو محبت سے پیدا ہوتی ہے۔

نبی کو بھی جب آواز آتی ہے کہ خدا زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا خدا، خدا عزت و شوکت کو پیدا کرنے والا خدا، بادشاہوں کو گدا اور گداؤں کو بادشاہ بنانے والا خدا، حکومتوں کو قائم کرنے اور حکومتوں کو مٹانے والا خدا، دولتوں کو دینے اور دولتوں کو لینے والا خدا، رزق کے دینے اور رزق کے چھیننے والا خدا، زمین و آسمان کے ذرے ذرے اور کائنات کا مالک خدا ایک کمزور، ناتواں اور نحیف انسان کو آواز دیتا ہے کہ میں مدد کا محتاج ہوں، میری مدد کرو تو وہ کمزور اور ناتواں اور نحیف بندہ عقل سے کام نہیں لیتا۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ حضور کیا فرما رہے ہیں۔ کیا حضور مدد کے محتاج ہیں۔ اے اللہ تُو مدد کا محتاج ہے؟ حضور تو زمین و آسمان کے بادشاہ ہیں۔ میں کنگال اور غریب، کمزور آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں۔ وہ یہ نہیں کہتا بلکہ وہ نحیف و نزار اور کمزور جسم کو لے کر کھڑا ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں۔ کون ہے جو ان جذبات کی گہرائیوں کا اندازہ کر سکتا ہے سوائے اس کے جس کو محبت کی چاشنی سے تھوڑا بہت حصہ ملا ہو۔ آپ فرماتے ہیں کہ جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ آج سے پچاس سال پہلے (اُس وقت اور آج سے 126 سال پہلے) اسی خدا نے پھر یہ آواز بلند کی اور قادیان کے گوشہ تنہائی میں پڑے ہوئے ایک انسان سے کہا کہ مجھے مدد کی ضرورت ہے۔ مجھے دنیا میں ذلیل کر دیا گیا ہے۔ میری دنیا میں کوئی عزت نہیں ہے۔ میرا دنیا میں کوئی نام لیوا نہیں ہے۔ میں بے یار و مددگار ہوں۔ اے میرے بندے میری مدد کر۔ اس نے یہ نہیں سوچا کہ یہ کہنے والا کون ہے۔ اور جس نے خطاب کیا ہے اور جس سے خطاب کیا جاتا ہے وہ کون ہے اس کی عقل نے یہ نہیں کہا کہ مجھے بلانے والے کے پاس تمام طاقتیں ہیں میں بھلا اس کی کیا مدد کر سکتا ہوں۔ اس کی محبت نے یعنی خدا تعالیٰ کی محبت نے اس کے دل میں ایک آگ لگا دی۔ جب خدا تعالیٰ کا پیغام ملا تو ایک آگ لگا دی اور دیوانہ وار بغیر کسی چیز کے جوش میں کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا میرے رب میں حاضر ہوں۔ میرے رب میں حاضر ہوں۔ میرے رب مَیں۔ میں بچاؤں گا دین کو تباہ ہونے سے بچاؤں گا۔

(ماخوذ از الفضل 25 جنوری 1940ء جلد 28 نمبر 15 صفحہ 8 تا 10)

پس آج ہم جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں فنا شخص کو اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کا عہد کر کے کھڑا ہونے والے شخص کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ...... اگر ہم نے آپ سے یہ عہد بیعت اس لئے کیا ہے کہ ہم آپ کے کام میں آپ کے مددگار بنیں گے تو پھر اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ جو بھی ہم میں ہیں، کم ہیں یا زیادہ ہمیں بھی آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آگے آنا چاہئے۔ اپنی محبت کے اظہار خدا تعالیٰ سے بھی، اس کے رسول سے بھی اور اس کے مسیح سے بھی کرنے چاہئیں۔ اپنی حالتوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنی چاہئیں۔ اپنی وفاؤں کے معیار اونچے کرنے چاہئیں۔ اُسی طرح ہر قربانی کے لئے تیار رہنا چاہئے جس طرح وہ غریب دوست اپنے امیر دوست کے لئے تیار ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

جلیل القدر ہستیوں کا سردار

سوامی لکشمن پرشاد ایک نوجوان ہندو مصنف تھے۔ حصار (بھارت) سے ایک طبی رسالہ ''آب حیات'' بھی نکالتے تھے اور ''کرشن کنور'' کے نام سے اس کی ادارت کرتے تھے۔

سوامی لکشمن صاحب اپنی کتاب ''عرب کا چاند'' میں لکھتے ہیں:۔

''دنیا کی ان جلیل القدر ہستیوں میں جن کے اسمائے گرامی ہاتھ کی انگلیوں پر شمار کئے جا سکتے ہیں۔ رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، سید المرسلین، خاتم النبیین، باعث فخر موجودات، سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو کئی اعتبار سے ایک خاص امتیاز حاصل ہے۔ اسی لئے میں نے سب سے پہلے اسی قابل تعظیم، فخرِ روزگار ہستی کی حیات مطہرہ کے حالات قلمبند کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔

ایک اعتراض: بہت ممکن ہے کہ میرے بعض متعصّب اور تنگ نظر ہم مذہب اس بات پر ناک بھوں چڑھائیں کہ میں نے اپنے مشاہیر اوتاروں کو چھوڑ کر مسلمانوں کے ایک پیغمبر کو کیوں اس لئے منتخب کیا کہ سب سے پہلے اس کی حیات مطہرہ کے حالات لکھنے کے لئے قلم کو جنبش دی۔ لیکن میرے نزدیک اس اعتراض کی کوئی وقعت نہیں۔ میری نگاہ میں اسے تعصّب اور تنگ نظری کے ایک افسوسناک مظاہرہ کے سوا کسی اور شے سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔

دنیا کی بلند نظر اور نادرہ روزگار ہستیاں کسی خاص قوم اور مذہب کی میراث نہیں ہوتیں۔ بلا امتیاز نسل و رنگ اور بلا استثنائے مذہب و ملت ہر شخص پر ان کا احترام فرض اور ان کی بصیرت افروز تعلیم سے بہرہ اندوز سعادت ہونا واجب ہے۔ خود ایسی مایۂ ناز شخصیتوں نے اپنی وسیع النظری کی وجہ سے اپنی تعلیمات و تلقینات سے بنی نوع انسان کو بحیثیت مجموعی فیض یاب کرنے کی کوشش کی۔ اس باران رحمت کی طرح جس کی لطافت طبع کے لئے صحرا اور چمن یکساں ہیں۔

پس ہم اس قسم کی تنگ نظری اور تعصّب کے مظاہرے کیوں کریں کہ ان کی عالمگیر شخصیت کو کسی خاص قوم اور مذہب سے مخصوص کر کے خود ان کے ارشادات عالیہ کے فیض سے محروم رہیں۔

انسان کو صداقت پرست ہونا چاہیئے نہ کہ تقلید پرست، صداقت کو اپنے ہی مذہب کی جلیل القدر ہستیوں تک محدود کر دینا ایسی ہی صداقت فروشی ہے جیسی کہ خوش اعتقادی کی بنا پر اپنے بزرگوں میں ان اوصاف کو ثابت کرنے کی کوشش کرنا جو ان میں قطعی مفقود ہوں اپنے اپنے زمانہ کی روش کے مطابق پیغمبران عالم سب ہی اچھا کام کر گئے۔''

(عرب کا چاند از سوامی لکشمن پرشاد صفحہ 23-22 مطبوعہ المطبعۃ العربیہ لاہور)

مکرم صدیق احمد منور صاحب

فرنچ گیانا میں پیشگوئی مصلح موعود کا جلسہ

جماعت فرنچ گیانا کو 21 فروری 2016ء کو احمدیہ مرکز Cayenne میں پیشگوئی مصلح موعود کے حوالہ سے ایک پُر وقار جلسہ منعقد کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ پروگرام 11 بجے شروع ہوا۔ اجلاس کی صدارت صدر جماعت مکرم Ismail Didier Bruant نے کی۔ تلاوت قرآن اور اس کے فرنچ ترجمہ کے بعد مکرم صدر صاحب جماعت نے پیشگوئی بابت مصلح موعود کے مبارک کلمات کا فرانسیسی ترجمہ پیش کیا۔ پھر مکرم محمد بشارت صاحب مربی سلسلہ نے فرانسیسی زبان میں تقریر کی۔ ازاں بعد خاکسار نے تقریر کی۔ اس کے بعد بعض حاضرین نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور جماعت احمدیہ کی خدمات کو سراہا اور تقریب میں مدعو کرنے پر شکریہ ادا کیا۔ آخر پر صدر صاحب جماعت نے جملہ حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ خاکسار نے اجتماعی دعا کروائی اور یہ ایمان افروز پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ 60 افراد نے اس میں شرکت کی۔ سب احباب کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔ اسی روز دو پھل بھی جماعت کو عطا ہوئے۔ ایک جوڑے نے احمدیت کو قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کو مضبوط کرے۔ آمین

☆............☆............☆

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم ارشاد احمد دانش صاحب مربی سلسلہ ٹنچ بھاٹہ راولپنڈی تحریر کرتے ہیں۔

میری بیٹی فرحانہ مرجان دانش نے قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور مکمل کرلیا ہے۔ قرآن کریم پڑھانے کی سعادت اس کی والدہ کے حصہ میں آئی۔ ترجمہ قرآن جاری ہے۔ تقریب آمین ٹنچ بھاٹہ سنٹر راولپنڈی میں منعقد ہوئی۔ خاکسار نے قرآن کریم سنا اور دعا کروائی۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو باقاعدہ تلاوت قرآن کریم کرنے، ترجمہ سیکھنے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جلسہ یوم مسیح موعود

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ کو مورخہ 28 مارچ 2016ء کو ایوان ناصر دفاتر مجلس انصاراللہ پاکستان میں زیر صدارت محترم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان جلسہ یوم مسیح موعود منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ تلاوت و نظم کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا عبدالصمد صاحب ناظر خدمت درویشاں نے سیرت حضرت مسیح موعود کے سلام کو کثرت سے رواج دینے کے روشن پہلو پر تقریر کی۔ بعدازاں صدر مجلس نے مختلف تربیتی امور کا ذکر سیرت حضرت مسیح موعود کے حوالہ سے کیا۔ آخر پر محترم نصیر احمد چوہدری صاحب زعیم اعلیٰ مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ نے چند کلمات کہے اور مہمانان کا شکریہ ادا کیا۔ محترم صدر مجلس نے اختتامی دعا کروائی۔ 240 انصار نے اس پروگرام میں شرکت کی۔

جلسہ یوم مسیح موعود

مورخہ 29 مارچ 2016ء کو بعد نماز عصر شام 5 بجے ایوان ناصر میں لوکل انجمن احمدیہ ربوہ کے تحت یوم مسیح موعود کے عنوان سے ایک سیمینار منعقد ہوا۔ مہمان خصوصی محترم مرزا محمد الدین ناز صاحب ناظر تعلیم القرآن و وقف عارضی تھے۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد محترم مہمان خصوصی نے حضرت مسیح موعود کی آمد، پس منظر اور آپ کے بلند مقام و مرتبہ پر سیر حاصل تقریر کی۔ مکرم پروفیسر محمد خالد گورایہ صاحب نائب صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ نے مہمان خصوصی اور شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور اجتماعی دعا کے بعد تمام مہمانان اور حاضرین کی خدمت میں ریفریشمنٹ پیش کی گئی۔ پروگرام کی حاضری 230 رہی۔

محترمہ اللہ جوائی صاحبہ کی وفات

مکرم لال خان ملک صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا تحریر کرتے ہیں۔

میری والدہ محترمہ ملک اللہ جوائی صاحبہ اہلیہ مکرم ملک سلطان احمد صاحب مرحوم مورخہ 24 مارچ 2016ء کو 94 سال کی عمر میں پیس ویلیج میں انتقال کرگئیں۔ ان کی نماز جنازہ 25 مارچ کو بیت الاسلام میں خاکسار نے پڑھائی۔ مرحومہ نظام وصیت میں شامل تھیں۔ 26 مارچ کو صبح 11 بجے میپل قبرستان میں تدفین کے بعد خاکسار نے دعا کرائی۔ مرحومہ نے اپنی شادی کے بعد قرآن کریم ناظرہ پڑھنا سیکھا۔ اس کے بعد سے باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنا ان کا معمول تھا۔ اپنے گاؤں اور سارے وسیع خاندان میں اپنی ہمدردی اور صائب الرائے ہونے کی وجہ سے معروف تھیں۔ عورتیں اپنے ذاتی معاملات میں ان سے مشورہ کرتیں، وہ انہیں مشورہ بھی دیتیں اور جہاں مدد کی ضرورت ہوتی مدد بھی کرتیں۔ خداتعالیٰ نے 1962ء میں میری احمدیت کی طرف راہنمائی فرمائی تو ابتدا میں مخالفانہ باتیں سننے کی وجہ سے آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید مجھے ورغلایا گیا ہے۔ لیکن آہستہ آہستہ ان کی یہ غلط فہمی دور ہوگئی تو انہوں نے احمدیت کے بارہ میں خود غور کرنا شروع کیا اور جلد اس نتیجہ پر پہنچ گئیں کہ احمدیت حق ہے۔ اس دوران میرے والد صاحب اور بھائیوں بہنوں نے باری باری بیعت کر لی لیکن والدہ صاحبہ نے 1995ء میں بیعت کر کے باقاعدہ جماعت میں شمولیت کی۔

آپ نیک اور متقی خاتون تھیں، لازمی چندہ جات کے علاوہ بیوت الذکر کے فنڈز اور دوسری تحریکات میں دل کھول کر قربانی پیش کرتی تھیں۔ ان کے دل میں نبی کریم ﷺ کی محبت عشق کے رنگ میں تھی اور ان کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ انہیں حج کی سعادت اور روضۂ رسول ﷺ کی زیارت کا موقع ملے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس خواہش کو پورا فرمایا اور انہیں کینیڈا سے جاکر عمرہ کرنے اور روضہ رسول پر حاضری دینے کی توفیق ملی۔

آپ نے لواحقین میں چار بیٹے خاکسار، مکرم ملک محمد صدیق صاحب آف جرمنی، مکرم ملک ارشاد اللہ صاحب آف پاکستان، مکرم ملک بشیر احمد صاحب آف ہملٹن، دو بیٹیاں مکرمہ حمیدہ سلطانہ صاحبہ آف پیس ویلیج اور مکرمہ فاطمہ اعوان صاحبہ آف پیس ویلیج سوگوار چھوڑی ہیں۔

آپ کی وفات پر کینیڈا کے علاوہ پاکستان اور دنیا بھر سے تعزیت کے فون اور پیغامات موصول ہوئے۔ میں تمام احباب جماعت کا ممنون ہوں جنہوں نے دکھ کی اس گھڑی میں ہم سے دلی ہمدردی کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ نیز سب احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرماتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور سب پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم طارق ندیم صاحب دارالصدر غربی قمر ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی والدہ محترمہ ثریا آصفہ صاحبہ اہلیہ محترم پیر نصیر احمد صاحب مرحوم سابق انجینئر سوئی گیس ناردرن بقضائے الٰہی 21 مارچ 2016ء کو بعمر 86 سال ربوہ میں وفات پاگئیں۔ آپ حضرت مسیح موعود کے نامور رفیق حضرت حافظ روشن علی صاحب کے بڑے بھائی حضرت ڈاکٹر رحمت علی صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی نواسی تھیں۔ مورخہ 22 مارچ 2016ء کو صدر انجمن احمدیہ کے احاطہ میں محترم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ خدا کے فضل سے موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین کے بعد مکرم حافظ انوار رسول صاحب مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔

ہمارے والد صاحب 2002ء میں وفات پا گئے تھے۔ والدہ صاحبہ صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں احمدیت کے ساتھ بہت عشق تھا خلیفہ وقت اور نظام جماعت کے ساتھ گہری محبت تھی۔ والد صاحب مرحوم کی سروس کے دوران آپ دس سال تک صدر لجنہ فیصل آباد حلقہ کریم نگر میں خدمت کی توفیق پاتی رہیں والد صاحب کی ریٹائرمنٹ کے بعد محلّہ دارالفضل ربوہ میں رہائش اختیار کر لی۔ جہاں پر آپ 20 سال کے لگ بھگ صدر لجنہ کے طور پر خدمت کرتی رہیں۔ آپ بہت خوبیوں کی مالک، ملنسار، خوش اخلاق، مہمان نواز اور غریب پرور تھیں۔ مرحومہ نے اپنے پسماندگان میں دو بیٹے خاکسار، مکرم ابرار احمد صاحب جرمنی، تین بیٹیاں مکرمہ نیر اسلام صاحبہ جرمنی، مکرمہ ثمینہ روحی صاحبہ اسلام آباد اور مکرمہ نوید اسلام صاحبہ چوک اعظم لیہ یادگار چھوڑی ہیں۔ خدا کے فضل سے ساری اولاد شادی شدہ اور صاحب اولاد ہے۔ احباب کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرمائے، جنت الفردوس میں اپنے بزرگ آباء کے ساتھ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

عطیہ خون خدمت خلق ہے

سانحہ ارتحال

مکرم بلال احمد خان صاحب کارکن دفتر روزنامہ الفضل تحریر کرتے ہیں۔

میری والدہ محترمہ سرور بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم خادم حسین رند صاحب مرحوم رحمٰن کالونی ربوہ مورخہ 18 مارچ 2016ء کو بعمر تقریباً 56 سال بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ آپ کی نماز جنازہ اسی روز بعد نماز عصر بیت الاحد رحمٰن کالونی میں مکرم سید سعادت احمد منیر صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی اور عام قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم خالد محمود الحسن بھٹی صاحب وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ نے دعا کروائی۔ والدہ صاحبہ صابر و شاکر، زندہ دل، مہمان نواز اور نفیس شخصیت کی مالک تھیں۔ کثیر اولاد اور غربت کے باوجود بھی ہمیشہ صاف ستھرا لباس پہنتیں اور سفید پوشی کو قائم رکھتیں۔ 2001ء میں میرے چھوٹے جوان سال بھائی عزیزم اقبال احمد جاوید صاحب کی المناک وفات اور 2008ء میں والد صاحب کی وفات پر بہت صبر اور حوصلہ دکھایا اور ہمیشہ خدا کی رضا پر راضی رہیں۔ والد صاحب کی وفات کے بعد ہم سب بھائیوں کو ہمیشہ جوڑے رکھا اور بہت محبت دی۔ عیدین اور دیگر مواقع پر سب بچوں کو اکٹھا کرتیں اور ان کی بہت ہی پرتکلف دعوت کرتیں۔ والدہ مرحومہ نے اپنے لواحقین میں دو بیٹے خاکسار، مکرم افضال احمد طاہر صاحب رحمٰن کالونی ربوہ، پانچ بیٹیاں مکرمہ مسرت شفیق صاحبہ اہلیہ مکرم ملک محمد شفیق صاحب کارکن وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ، مکرمہ ریحانہ فرید صاحبہ اہلیہ مکرم رانا فرید احمد صاحب فیکٹری ایریا ربوہ، مکرمہ فرحت نسرین صاحبہ سٹاف نرس فضل عمر ہسپتال ربوہ، مکرمہ حبۃ الجمیل صاحبہ اہلیہ مکرم محمد اشرف عطاء الحق صاحب کارکن فضل عمر ہسپتال ربوہ اور مکرمہ طلعت جبین صاحبہ واقفہ نو، تین پوتے، ایک پوتی اور متعدد نواسے نواسیاں اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ میری والدہ محترمہ کو ہمیشہ اپنی رضا کی جنتوں میں داخل کرے، اپنی رحمت و مغفرت کی چادر میں ڈھانپ لے، ہم سب کو صبر جمیل اور یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

صفائی نصف ایمان ہے

ہومیو پیتھک ادویات وعلاج کیلئے با اعتماد نام
عزیز ہومیو پیتھک کلینک اینڈ سٹور ربوہ
ڈگری کالج روڈ رحمٰن کالونی ☆ ریاس مارکیٹ نزد ریلوے پھاٹک
0333-9797797 ☆ 0333-9797798
047-6211399 ☆ 047-6212399

الفضل کا ای میل ایڈریس

روزنامہ الفضل کا ای میل ایڈریس تبدیل ہوگیا ہے۔ 18 مارچ کے بعد سے احباب نے جو ای میلز کی ہیں وہ درج ذیل نئے ایڈریس پر دوبارہ کردیں۔ شکریہ

editoralfazl@gmail.com

☆......☆......☆

ویسٹ انڈیز نے ٹی 20 ورلڈکپ جیت لیا

کولکتہ کے ایڈن گارڈن گراؤنڈ میں ٹی 20 ورلڈ کپ کا فائنل میچ 3/اپریل 2016ء کو انگلینڈ اور ویسٹ انڈیز کے درمیان ہوا ، انگلینڈ کی ٹیم 20 اوورز میں 155 رنز بنا سکی۔ ویسٹ انڈیز نے مقررہ ہدف ایک بڑے ہی دلچسپ مقابلے کے بعد آخری اوور میں پورا کیا۔ بظاہر آخری اوور تک انگلینڈ جیت رہا تھا مگر کارلوس برتھ ویٹ نے مسلسل 4 چھکے لگا کر ویسٹ انڈیز کی جیت کو یقینی بنا دیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ویسٹ انڈیز کی خواتین ٹیم نے بھی ٹی 20 ورلڈکپ میں آسٹریلیا کو ہرا کر ٹائٹل اپنے نام کیا، اسی طرح انڈر 19 ورلڈ چیمپئن کا ٹائٹل بھی اپنے نام کر چکے ہیں۔ ویسٹ انڈیز ایک وقت میں کرکٹ کے 3 عالمی ٹائٹل جیتنے والا پہلا ملک بن گیا ہے۔

درخواست دعا

مکرم حکیم منور احمد عزیز صاحب دارالفتوح شرقی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میرے بڑے بھائی مکرم حکیم قاضی نذر محمد صاحب قاضی دواخانہ رجسٹرڈ چک چٹھہ ضلع حافظ آباد دل کی مرض میں مبتلا ہیں۔ مورخہ 2/اپریل 2016ء سے اسلام آباد کے ایک پرائیویٹ ہسپتال میں وینٹی لیٹر پہ ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

ہلدی۔ بہترین ٹانک

لندن میں جدید تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ ہلدی اپنے اندر خاص خواص رکھتی ہے اور اس کا باقاعدہ استعمال حیرت انگیز فوائد سے بھرپور ہے۔ ایک چمچہ ہلدی میں 24 کیلوری، چکنائی، فائبر اور پروٹین پایا جاتا ہے اس کے علاوہ ہلدی میں معدنیات اور فولاد پایا جاتا ہے لیکن ان سب کے باوجود ہلدی میں سرکومن نامی عنصر خاص اثر رکھتا ہے جبکہ یہ طاقتور اینٹی آکسیڈنٹس سے بھرپور ہے۔ ماہرین کے مطابق سرکومن انتہائی اہم مرکب ہے۔ ہلدی جسم کے اندر سوزش اور جلن کو ختم کرتی ہے اور اس کا استعمال ذیابیطس، جلدی امراض، ہڈیوں میں سوزش اور جلن کو دور کرتا ہے۔ ہلدی میں موجود سرکومن عنصر بدن کی ترکیب کو تبدیل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ 2009ء میں کی گئی تحقیق سے معلوم ہوا کہ بدن میں چربی کو روکنے کیلئے ہلدی اہم کردار ادا کرسکتی ہے۔ ہلدی درد دور کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہے اور درد اور چوٹ میں دودھ اور ہلدی ملا کر پلائی جاتی ہے۔ جوڑوں کے درد، آپریشن کے بعد اور عام درد میں بھی ہلدی بہت مفید ثابت ہوتی ہے۔ امریکہ میں سینٹر آف ڈیزیز کنٹرول (سی ڈی سی) کے مطابق ہلدی شریانوں کی بندش روکنے اور کولیسٹرول گھٹانے میں معاون ثابت ہوسکتی ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ ہلدی جلد کو خوبصورت بنانے کیلئے ہزاروں سال سے استعمال ہو رہی ہے۔ نیز جلد کو دھوپ کی مضر صحت الٹراوائلٹ شعاعوں سے محفوظ رکھ کر اسے جھلسنے اور مزید تباہی سے دور رکھتی ہے۔

(روزنامہ اوصاف 23 فروری 2016ء)

ربوہ میں طلوع وغروب وموسم 5/اپریل

طلوع فجر	4:29
طلوع آفتاب	5:50
زوال آفتاب	12:11
غروب آفتاب	6:33
زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت	32 سنٹی گریڈ
کم سے کم درجہ حرارت	19 سنٹی گریڈ

موسم جزوی طور پر ابرآلود رہنے کا امکان ہے

ربوہ آئی کلینک
اوقات کار روزانہ صبح 10 تا 1:30 بجے تک شام 5:30 تا 7:30 بجے تک
چھٹی بروز جمعۃ المبارک
برائے رابطہ فون نمبر: 047-6211707
047-6214414-0301-7972878

Warda فیبرکس
گرمی آئی لان لائی
لان ہی لان
تمام لان انتہائی مناسب ریٹ پر حاصل کریں۔

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے عمدہ، دلکش اور حسین زیورات کا مرکز
امین جیولرز
سراج مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ دکان: 0476213213 موبائل: 0333-5497411

ٹاپ برانڈز/ ڈیزائنرز ورائٹی دستیاب ہے
ضرورت سیلز مین
انصاف کلاتھ ہاؤس
Men Women Kids
ریلوے روڈ۔ ربوہ فون شوروم: 047-6213961

عمر اسٹیٹ اینڈ بلڈرز
لاہور میں جائیداد کی خرید و فروخت کا بااعتماد ادارہ
278-H2 مین بلیوارڈ جوہر ٹاؤن لاہور
چیف ایگزیکٹو: چوہدری اکبر علی
0300-9488447
042-35301547,35301548
042-35301549,35301550
E_mail:umerestate786@hotmail.com

FR-10

ہوزری کی دنیا میں بلند مقام ہے — لائل پور۔ فیصل آباد کا پرانا نام ہے
لائل پور ہوزری سٹور
کارنر جھنگ بازار چوک گھنٹہ گھر فیصل آباد
طالب دعا: چوہدری منور احمد ساہی 0412619421:

امتیاز ٹریولز انٹرنیشنل
بالمقابل ایوان محمود ربوہ
گورنمنٹ لائسنس نمبر 4299
اندرون ملک اور بیرون ملک ٹکٹوں کی فراہمی کا ایک بااعتماد ادارہ
TeL:047-6214000,Fax:047-6215000
Mob:0333-6524952
E_mail:imtiaztravels@hotmail.com

Deals in HRC,CRC,EG,P&O,
Sheets &Coil
JK STEEL
Lahore

الحمید جدید ہومیو سٹور
معیاری جرمن فرانس ادویات دیگر سامان ہومیو پیتھی
ڈاکٹر عبدالحمید صابر (ایم اے)
سراج مارکیٹ ربوہ فون: 047-6211510
0344-7801578

احمد ٹریولز انٹرنیشنل
گورنمنٹ لائسنس نمبر 2805
یادگار روڈ ربوہ
اندرون و بیرون ہوائی ٹکٹوں کی فراہمی کیلئے رجوع فرمائیں
Tel:6211550 Fax 047-6212980
Mob:0333-6700663
E-mail:ahmadtravel@hotmail.com

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
البشیر پیج جیولرز
میاں شاہد اسلام
+92 047 6214510
+92 333 6709546
چیمہ مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ

Education Concern
Study Abroad
Get Admission in Top Level Universities / Colleges / Schools in
UK, USA, Canada, Australia, New Zealand, Malaysia, Ireland, Holland & China.
IELTS™
English for International Opportunity
iTEP Training & Testing Center
Training By Qualified Teachers
International College of Languages ICOL
Visit / Settlement Abroad:
→ Jalsa Visa
→ Apeel Cases
→ Visit / Business Visa.
→ Family Settlement Visa.
→ Supper Visa for Canada.
EC Education Concern
Education Concern® (British Council Trained Education Consultant)
67-C, Faisal Town, Lahore
042-35162310 / 35177124 / 0302-8411770/0331-4482511
www.educationconcern.com
info@educationconcern.com
Skype ID: counseling.educon

STUDY IN GERMANY
Bachelor (with Foundation Year) & Master Degree Programmes Available
FREE DEGREE PROGRAMMES
Science / Engineering / Management
Medicine / Economics / Humanities
Get 18 Months Job Search Time After Masters Degree & Even Work Allowed During Studies
APPLY NOW (Requirement)
• Intermediate with above 60%
• A-Level Students
• Bachelor Students with min 70%
• Students awaiting result can also apply
Consultancy + Admission Assistance + Documentation
Even after reaching Germany, pick up service from Airport till University
Please contact your ErfolgTeam in Germany
Office Tel: 0049 7940 5035030 (Monday-Friday), Fax: 0049 7940 5035031
Web: www.erfolgteam.com , E-mail: info@erfolgteam.com